ملک کے ائمہ وخطباء کا نمائندہ ادارہ

منبر و محراب فاؤنڈیشن انڈیا

MEMBER-O-MEHRAB FOUNDATION INDIA

16-9-408/P/45, Masjid-E-Alfalah
Complex, Wahid Nagar, Old Malakpet, Hyd-36
9989666811
mmfi.info@gmail.com www.mmfi.info

سرپرست : مولانا شاہ محمد جمال الرحمن مفتاحی صاحب نگران : مولانا احمد عبید الرحمن اطہر ندوی صاحب بانی و محرک : مولانا غیاث احمد رشادی صاحب

بموقع جمعہ خطاب کیلئے ائمہ وخطبا کی خدمت میں پیام منبر و محراب سلسلہ نمبر:۱۲۵ ۱۸/مارچ ۲۰۱۹

امتِ مسلمہ کے نام واقعۂ معراج کا پیغام

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء و المرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين اما بعد :

فقد قال الله تعالى فی کلامه المجيد، اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ،بسم الله الرحمن الرحيم۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ(بنی اسرائیل:1)

وقَالَ تعالی فِي مقامِ آخر: ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ (النجم:8-12)

سامعین محترم وحاضرین کرام !

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سیرت اور آپ کی حیاتِ طیبہ میں پیش آنے والے حیرت انگیز واقعات میں اللہ تعالی نے انسانوں کے لئے عبرت اور نصیحت کے بے شمار پہلو رکھے ہیں، سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی چھوٹا بڑا واقعہ ایسا نہیں ہے جس میں رہتی دنیا تک کے لئے انسانوں اور بالخصوص مسلمانوں کو پیغام و سبق نہ ملتا ہو اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ کی ذات کو انسانوں کے لئے کامل نمونہ قرار دیا، جس صاف و شفاف آئینہ میں دیکھ کر قیامت تک آنے والے لوگ اپنی زندگی سنوار سکتے ہیں، اپنے شب و روز سدھار سکتے ہیں، الجھنوں اور پریشانیوں میں راہ عافیت تلاش کرسکتے ہیں اور آلام و مصائب کے دشوار گزار حالات میں جینے کا طریقہ سیکھ سکتے ہیں۔ غرض یہ کہ سیرت کا کوئی واقعہ اور کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جس میں مسلمانوں کے لئے ان گنت نصائح نہ ہوں۔ چنانچہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حیرت انگیز واقعات میں سے ایک واقعۂ معراج بھی ہے جو تاریخ انسانی کا نہایت حیرت انگیز اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثال معجزہ ہے اللہ تعالی نے اپنے نبی سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات ہی کے کچھ حصے میں جسم و روح کے ساتھ، بیداری کی حالت میں ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی اور اپنے قرب کا اعلی ترین مقام عنایت فرمایا، جنت و جہنم کا مشاہدہ کروایا، نیکوں اور بدوں کے سزا و جزا کا معائنہ کروایا، نبیوں سے ملاقات ہوئی، ہر جگہ آپ کی عظمت و رفعت کا چرچہ ہوا، رحمتوں کی بارش فرمائی

اور انعامات و الطاف سے خوب نوازا اور امت کے لئے عظیم الشان تحفہ ''نماز'' کی شکل میں عطا کیا، اور قیامت تک کے لئے انسانوں کو اپنے معبود اور خالق سے رابطہ کرنے اور اپنے مالک سے مناجات وسرگوشی کا سلیقہ بخشا۔

اس واقعہ کی روشنی میں ہمارے لئے موجودہ عالمی حالات میں بھی کئی ایک نصیحت آموز ہدایات ملتی ہیں جس کے ذریعہ ملکی وعالمی سطح پر چھائے ہوئے تاریک بادل اور ظلم و ستم کی اندھیری رات میں ہم چراغِ ایمان کوروشن کرسکتے ہیں اور مایوسی و ناامیدی کی خوف ناک فضا میں امید کی شمع جلاسکتے ہیں۔اس کے لئے ہمیں واقعہ معراج کے پس منظر کو ذہنوں میں تازہ کرنا پڑے گا اوراس وقت کے حالات کو دیکھنا ہوگا جس کے بعد یہ عظیم الشان سفر کروایا گیا۔چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب پیغام حق لے کر کھڑے ہوئے اور توحید کی دعوت دی، انسانوں کو اللہ کی طرف بلانے کا آغاز فرمایا تو آپ کے مخالفین اور دشمنوں کی پوری جماعت ہر وقت آپ کوتکلیف دینے میں مشغول رہی، جولوگ کل تک آپ کو اپنا عزیز و محبوب سمجھتے تھے وہی آپ کی عداوت اور مخالفت میں پیش پیش رہنے لگے، مکہ میں طلوع ہونے والا سورج ہر دن ایک نئی مصیبت اور تکلیف لے کر آتا اور پیغمبر اسلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امتحان لیتا، ان مصیبت کی گھڑیوں میں اور ان آزمائشی حالات میں آپ کی حمایت کرنے والے آپ کے ہمدرد چچا ابوطالب تھے جو اپنے بھتیجے سے محبت کرتے تھے اور ان کی نصرت و تائید میں ڈھال بنے ہوئے تھے، بیرونی زندگی میں چچا کی حمایت آپ کے لئے مضبوط سہارا تھا، اور اسی چچا کی رعایت اور ان کی عظمت کے پیش نظر دشمنوں کو کھلے عام آپ کو ستانے کی ہمت بھی نہیں ہوتی اور آپ کے مشن و دعوت میں رکاوٹ کا موقع نہ ملتا۔ دعوتی محنتوں سے بوجھل بدن اور انسانیت کی فلاح و کامیابی میں تڑپنے والا تھکا ہارا جسم لے کر جب آپ گھر تشریف لاتے تو آپ کی ہمت بڑھانے والی اور آپ کے حوصلوں کو قوت پہونچانے والی آپ کی وفادار اہلیہ محترمہ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا تھیں جو ہر اعتبار سے اپنے شوہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتی۔ ان دونوں کے تعاون سے آپ اپنے مقصد میں لگے ہوئے تھے کہ سنہ ۱۰ نبوی میں آپ کے چچا ابوطالب کا انتقال ہوگیا اور کچھ دن بعد آپ کی غم گسار بیوی حضرت خدیجہ بھی دنیا سے چل بسی۔(رحمۃ اللعالمین: ۱؍۹۲)

علامہ ابن ہشام لکھتے ہیں کہ: ایک ہی سال میں ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے چچا ابوطالب کا انتقال ہوا اور ان دونوں کے انتقال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا کیوں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی سچی مددگار تھیں، ہر ایک بات آپ ان سے بیان فرماتے تھے اور ابوطالب آپ کے نگہبان اور محافظ تھے، جب ابوطالب کا انتقال ہوگیا تو قریش کو آپ کی ایذارسانی میں جرأت پیدا ہوئی جو پہلے میسر نہ تھی، یہاں تک کہ ایک خبیث نے راستہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سرمبارک پر خاک ڈال دی۔(سیرت ابن ہشام: ۱؍۲۷۷ مترجم)

ان تکلیف دہ حالات میں مکہ والوں کی بے توجہی دیکھ کر آپ ﷺ نے طائف کا سفر کیا تاکہ وہاں کے لوگوں کو دین حنیف سے مانوس کیا جائے اور اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں فراہم کی جائے، امید کی شمع دل میں روشن کئے اور شوق و جذبات کے ساتھ آپ نے طائف کا سفر کیا، لیکن یہاں پر بھی آپ کے ٹوٹے دل پر تیر و تلوار چلائے گئے، اور آپ کو جو اذیت دی گئی عاشق رسول، رئیس القلم حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کی زبانی سنیے: آگ میں کودنے

والوں کی جو کمریں پکڑ پکڑ کر گھسیٹ رہا تھا، وہی کمر کے بل گرایا جاتا تھا، پتھر مار مار کر گرایا جاتا تھا، گھٹنے چور ہوگئے، پنڈلیاں گھائل ہوگئیں، کپڑے لال ہوگئے، معصوم چہرہ خون سے لال ہوگیا، نو عمر رفیق نے سڑک سے بے ہوشی کی حالت میں جس طرح بن پڑا اٹھایا، پانی کے کسی گڑھے کے کنارے لایا، جوتیاں اتارنی چاہیں تو وہ خون کی وجہ سے تلوے کے ساتھ اس طرح چپک گئی تھیں کہ ان کا چھڑانا دشوار تھا۔ اور کیا کیا گذری، کہاں تک اس کی تفصیل کی جائے، خلاصہ یہ ہے کہ طائف میں وہ پیش آیا جو کبھی نہیں پیش آیا۔(النبی الخاتم: ۵۰)

عزیزان گرامی!

ان سخت مراحل سے گذرنے، امتحان و آزمائش کی کٹھن راہوں سے آگے بڑھنے کے بعد اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عروج و بلندی عطا فرمانے کا فیصلہ فرمایا جو کسی اور نبی کے حصے میں نہیں آئی، وہ عظیم الشان اعزاز اور بے مثال فضیلت بخشنے کا اعلان فرمایا جس کا اب تک کوئی حق دار نہیں تھا، اور سب سے بڑھ کر ٹوٹے دل کو سہارا دینے، تنہائی محسوس کرنے والے کو اپنی نصرت و معیت کا احساس دلانے اور سب سے بڑھ کر مخالفین کی سازشوں کا سدباب کرنے اور اسلام کے پیغام کو وسعت بخشنے کا یہ ایک تاریخی اعزاز ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "سفر معراج" کی شکل میں عطا کیا گیا۔ مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں کہ: یہ اللہ تعالی کی طرف سے ایک ضیافت و عزت افزائی تھی، جو آپ کی دل داری و دل نوازی اور طائف کے ان زخموں کو مندمل کرنے اور توہین و ناقدری اور بے گانگی و بے وفائی کی تلافی کے لئے تھی جس کے سخت امتحان سے آپ گزرے تھے۔(نبی رحمت: ۱۸۹)

ایسی بھی کوئی شام ہے جس کی سحر نہ ہو اور ایسا بھی کوئی ظلم ہے جو بڑھ کر ختم نہ ہوگیا ہو۔ عداوت و دشمنی کی بھی حد ہوتی ہے، مکر و فریب بھی ایک انتہا کو جا کر دم توڑ دیتا ہے، ناکامی کے منصوبے بنانے والوں کے منصوبے بھی خدائے حکیم کے سامنے چل نہیں سکتے، بدخواہی کے خواب دیکھنے والے اور برائی کی سازشیں کرنے والے بھی بوکھلاہٹ کا شکار ہوجاتے ہیں، چناں چہ اسلام کے چراغ کو بجھانے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں رکاوٹوں کو پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی اور مخالفین اپنی ایذا رسانیوں اور ظلم و زیادتیوں سے یہ سمجھ بیٹھے کہ اب گویا اسلام کی محنت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی جد و جہد ختم ہوجائے گی، مصائب و مشکلات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے عزائم کو پست اور ان کی کوششوں کو روک دیں گے لیکن انہی ظاہری ناکامیوں سے اللہ تعالی نے ہمیشہ کی فتح مندی اور کامرانی کی شکلوں کو پیدا فرمایا، شعب ابی طالب کی اسیری، سفر طائف کی ناکامی اور مضبوط سہاروں کے اٹھ جانے کے غم و الم کو اللہ تعالی نے دور کرنے کا فیصلہ فرمادیا اور چوں کہ آپ خاتم النبیین بنا کر بھیجے گئے، آپ کا لایا ہوا پیغام دنیا کے ہر گوشے میں پھیلنا اور ہر خطے میں پہنچنا تھا۔ اللہ تعالی نے اس کا انتظام فرمایا اور پھر اسلام کی کامیابی کا دور شروع ہوا ہجرت مدینہ کا حکم ہوا، مدینے کے قبائل شوق و جذبات کے ساتھ حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے فتوحات کے دروازے کھلے، اجنبیت اور تنہائی کے دن پورے ہوئے اور فداکاروں و جاں نثاروں کا ایک جم غفیر آپ کے ایک اشارے پر سب کچھ لٹانے والا تیار ہوگیا۔

الغرض: اس عظیم الشان سفر میں جو خاص تحفہ نماز کی شکل میں اللہ تعالی کی طرف سے عطا کیا گیا وہ دراصل ہر مشکل کے دور ہونے، ہر زخم کو اچھا کرنے اور ہر غم سے نجات پانے کا خدائی نسخہ ہے۔ جس نے ٹوٹے ہوؤں کو

جوڑنے اور رب سے تعلق مضبوط کرنے کا آسان راستہ بتادیا۔ ناموافق حالات اور ناسازگار ماحول میں اللہ تعالی سے مدد طلب کرنے اور اس کی توجہات کو اپنی جانب کرانے کے لئے نماز سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں ہے۔خود قرآن مجید میں حکم دیا گیا کہ صبر اور نماز سے مدد طلب کرو۔ نماز بھاری ضرور معلوم ہوتی ہے، مگر ان لوگوں کو نہیں جو خشوع (یعنی دھیان اور عاجزی) سے پڑھتے ہیں۔(البقرۃ: ۴۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنے احکامات دیئے گئے وہ تمام روئے زمین پر نازل ہوئے لیکن صرف نماز ہی ایسی عبادت ہے جسے اللہ تعالی نے اپنے پاس بلا کر عنایت فرمایا، گویا پریشان حال بندوں کے تعلق کی راہوں کو آسان کردیا۔ گویا اللہ تعالی نے معراج کی رات نماز کو فرض کر کے اس طرف اشارہ کردیا کہ تمہارے نبی کا جسم و روح کے ساتھ معراج کرنا یہ ایک عظیم معجزہ ہے، لیکن تمہارے لئے ہر دن پانچ مرتبہ یہ سعادت ممکن ہے کہ تمہاری روح اور دل معراج کر کے میری طرف آتے ہیں۔ قاعدہ ہے کہ جب کوئی خاص شخص کسی کے گھر مہمان جائے تو کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور دیا جاتا ہے۔چناں چہ جب حضور ﷺ قاب قوسین سے زیادہ قرب پر فائز ہوئے تو رب العزت نے اپنے محبوب کو نماز کا تحفہ عطا فرمایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالی نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جو شخص اچھی طرح وضوء کرے، وقت پر نماز ادا کرے اور رکوع و سجود اور خشوع کا اہتمام کرے تو اس انسان کا اللہ پر ذمہ ہے کہ اسے معاف کردے اور جو شخص ان باتوں کو ملحوظ نہ رکھے، اس کا اللہ پر کوئی ذمہ نہیں ہے، چاہے تو اسے معاف کرے اور چاہے تو اسے عذاب دے" (سنن ابوداؤد) جس شخص کی نماز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے سے زیادہ قریب ہوگی، اسی قدر زیادہ اجر وثواب کی حقدار ہوگی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک بندہ نماز ادا کرتا ہے، لیکن اس کے نامۂ اعمال میں اس (نماز) کا دسواں، نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تیسرا یا نصف حصہ لکھا جاتا ہے" (سنن ابوداؤد) لہذا ہمیں مکمل طریقہ معلوم کر کے نماز ادا کرنا چاہیئے، تاکہ ہمارے نامہ اعمال میں ہماری نمازوں کا پورا اجر وثواب لکھا جائے، جس کا رب العالمین نے وعدہ فرمایا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوجائیں اور جب وہ دس برس کے ہوں تو انھیں ترک نماز پر مارو اور ان کے بستر جدا کردو"۔(ابوداؤد)

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایمان اور کفر کے درمیان فرق نماز کا چھوڑ دینا ہے"۔(مسلم)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہمارے اور منافقوں کے درمیان عہد نماز ہے، جس نے نماز چھوڑ دی پس اس نے کفر کیا"۔(نسائی)

نماز کی اہمیت اللہ تعالی کے نزدیک اعلی و ارفع ہے۔ اسے مخصوص ہیئت، مقررہ قاعدوں، متعینہ ضابطوں اور نہایت خشوع و خضوع سے ادا کرنا بے حد ضروری ہے۔ تب ہی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم نماز اس طرح ادا کرو، جس طرح مجھے نماز پڑھتا ہوا دیکھتے ہو"۔(صحیح بخاری)

نماز مومنین کے لئے بارگاہِ خداوندی کا ایک عظیم تحفہ ہے جو سید عالم ﷺ کی معراج کے طفیل مسلمانوں کو عطا کیا گیا۔ کاش کہ مسلمان اس عظیم تحفۂ ربانی کی دل وجان سے قدر کرتے اور نماز کی ادائیگی میں پوری پوری کوشش کرتے تو آج یہ بدحالی اور ذلت و

رسوائی کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔ نماز اسلام کا اہم رکن ہے۔ نماز افضل العبادات ہے۔ نماز تحفہِ معراج ہے۔ ایمان کے بعد شریعت کا پہلا حکم نماز ہے۔

سفر معراج میں حضور ﷺ کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے سروں کو کاٹا جارہا تھا۔ وہ پہلے کی طرح درست ہو جاتے۔ یہ سلسلہ لگاتار جاری تھا۔ حضور نے پوچھا، اے جبرئیل، یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا، یارسول اللہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز کی ادائیگی نہیں کرتے تھے۔

نماز نہ پڑھنے پر بہت سی وعیدیں قرآن وحدیث میں وارد ہیں۔ اور نماز پڑھنے کے بے شمار فوائد قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔ نماز پڑھنے سے بے شمار برکتیں حاصل ہوتی ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔

ترمذی شریف کی ایک روایت کے مطابق جناب نبی اکرمؐ نے جب جنت میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی تو حضرت ابراہیمؑ نے آنحضرتؐ کی امت کے لیے آپ کو دو پیغام دیے۔ وہ دو پیغام میں آپ حضرات کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ روایت کے مطابق حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ آنحضرتؐ کی اس سفر معراج واسراء میں تین بار ملاقات ہوئی۔ پہلی بار جب تمام انبیاء کرامؑ بیت المقدس میں جمع ہوئے اور سب نے نبی اکرمؐ کی اقتدا میں نماز پڑھی ہے۔ دوسری بار فرشتوں کے قبلہ بیت المعمور کے پاس ان دو بزرگوں کی ملاقات کا ذکر روایات میں ملتا ہے۔ اور تیسری ملاقات کا ذکر ترمذی شریف کی اس روایت میں ہے جو جنت میں ہوئی ہے اور اس میں حضرت ابراہیمؑ نے جناب نبی اکرمؐ کے ذریعے آپؐ کی امت کے لیے دو پیغامات دیے۔

ایک یہ کہ اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہہ دیجیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لیے اعزاز کی بات ہے کہ سیدنا ابراہیمؑ ہمیں سلام بھیج رہے ہیں، اور وہ بھی جناب نبی اکرمؐ کے ذریعہ سے۔ اس لیے یہ سلام سن کر ہم سب کو سنت کے مطابق اس کا جواب دینا چاہیے۔

دوسرا پیغام یہ ہے کہ اپنی امت سے فرما دیجئے کہ اِنَّ الْجَنَّةَ اَرْضُهَا طَيِّبٌ وَمَاءُهَا عَذْبٌ وَاِنَّمَا هِيَ الْقِيْعَانُ غَرْسُهَا سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ بے شک جنت کی زمین عمدہ ہے اور پانی میٹھا ہے لیکن وہ چٹیل میدان ہے، اسے ذکر الٰہی کے ذریعے خود آباد کرنا ہوگا۔

یعنی جنت انسانوں کے رہنے کے قابل ہے لیکن خالی پلاٹ ملے گا اور وہاں تعمیر اور آبادی خود کرنا ہوگی۔ دنیا میں کسی بھی جگہ آبادی کے لیے اور بسنے کے لیے سب سے پہلے زمین اور پانی کو چیک کیا جاتا ہے اور پھر وہاں بستی بسانے اور انسانوں کو آباد کرنے کا پلان کیا جاتا ہے۔ آج کل ہمارے سائنسدان مختلف سیاروں میں انسانی زندگی کے امکانات تلاش کر رہے ہیں، پانی آکسیجن اور ہوا وغیرہ کی تلاش جاری ہے اور اس بات کا جائزہ لیا جارہا ہے کہ انسانوں کو اگر کسی دوسرے سیارے میں آباد ہونا پڑے تو اس کے لیے کونسا سیارہ مناسب رہے گا۔ لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے سائنسدان تو ابھی امکانات کی تلاش میں سرگرداں ہیں جبکہ حضرت ابراہیمؑ نے چودہ سو سال قبل ایک پیغام کے ذریعے یہ رپورٹ ہمیں بھجوادی ہے کہ جنت انسانوں کے رہنے کے قابل ہے اور اس کی زمین اور پانی دونوں حیات انسانی کے لیے خوشگوار ہیں، لیکن ساتھ ہی یہ وارننگ بھی دے دی ہے کہ جنت چٹیل میدان ہے اور جس کو بھی ملے گی خالی پلاٹ کی صورت میں ملے گی، اسے آباد خود کرنا ہوگا اور اس پر شجرکاری، باغات اور سبزہ وغیرہ کا اہتمام انسانوں کو خود کرنا پڑے گا۔

مختلف احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہر انسان کو اس کی دنیا میں پیدائش کے ساتھ ہی دو پلاٹ الاٹ ہو جاتے ہیں ایک جنت کا اور دوسرا دوزخ کا، دونوں پلاٹ اس کے ساتھ مختص ہو جاتے ہیں۔ اب یہ اس کا کام ہے کہ وہ ان دونوں میں سے کس کو آباد کرتا ہے اور کس کو ویران رہنے دیتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ مرنے کے بعد قبر میں جب سوال و جواب کا مرحلہ مکمل ہو جاتا ہے تو جنتی اور نیک شخص کے لیے پہلے جہنم کی کھڑکی کھولی جاتی ہے اور اسے بتایا جاتا ہے کہ اگر تو نیکی اور ایمان کا راستہ اختیار نہ کرتا تو تیرا یہ ٹھکانہ ہوتا، یہ بتا اور دکھا کر دوزخ کی وہ کھڑکی بند کر دی جاتی ہے اور اس کے لیے جنت کی کھڑکی کھولی جاتی ہے۔ اسی طرح بدکار اور دوزخی کے لیے پہلے جنت کی کھڑکی کھولی جاتی ہے اور اسے بتایا جاتا ہے کہ اگر وہ نیکی اور ایمان کا راستہ اختیار کرتا تو اس کا یہ ٹھکانہ ہوتا، اس کے بعد وہ کھڑکی بند کر کے اس کے لیے جہنم کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔

الغرض: کسی بھی انسان کو دنیا میں اس کی پیدائش کے ساتھ ہی جنت اور دوزخ کا ایک ایک پلاٹ الاٹ کر دیا جاتا ہے اور فیصلہ اس کی دنیا کی زندگی اور اس کے ایمان اور اعمال کے حوالہ سے ہوتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد کون سا پلاٹ باقی رہ گیا ہے اور کون سا منسوخ ہو گیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ بھی اپنے پیغام میں اسی بات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ جنت کا خالی پلاٹ تو انسان کو مل جاتا ہے لیکن اس کی آبادی اور اس میں سبزہ کاری انسان کی دنیا کی زندگی کے اعمال و ایمان پر موقوف ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ یہ فرما کر کہ "انما ہی القیعان "جنت چٹیل میدان کا نام ہے، اس کی آبادکاری کا طریقہ بھی یہ فرما کر بتاتے ہیں کہ " **غرسها سبحان الله و الحمد لله و الله اکبر و لا اله الا الله**" جنت کے اس بے آب و گیاہ اور چٹیل میدان کو سرسبز بنانے کے لیے دنیا میں جتنا اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرو گے اور جتنا اپنے مالک و رازق کا ذکر کرو گے اتنا ہی تمہارے جنت کے پلاٹ میں سبزہ اگے گا اور اتنے ہی وہاں درخت پیدا ہوں گے۔ گویا حضرت ابراہیمؑ نسل انسانی کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ زمین کے تباہ ہو جانے کے بعد تمہارے لیے رہنے کے قابل جگہ جنت ہی ہے لیکن اس کے لیے تمہیں محنت دنیا میں کرنی ہو گی اور مرنے سے قبل اس کی تیاری کرنی ہو گی ورنہ وہ پلاٹ کینسل بھی ہو سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ایک اور بات عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں جنت میں اپنے پلاٹ کو آباد کرنے کے لیے ہمیں اس دنیا میں محنت کرنی ہے اور ہمارے موت سے پہلے کے اعمال اور ایمان کے ساتھ ہی ہمارا جنت کا پلاٹ محفوظ رہے گا اور آباد ہو گا، وہاں ہمیں اس پلاٹ کے سائز کا بھی اندازہ کر لینا چاہیے تاکہ محنت اس کے مطابق ہو۔ جنت کی بے پناہ وسعت اور اس کی لمبائی اور چوڑائی کا تذکرہ مختلف احادیث میں ملتا ہے، مثلاً جناب نبی اکرمؐ کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ جنت کے ایک درخت کے سائے میں تیز رفتار گھوڑا سو سال تک دوڑتا رہے تو اس کا سایہ پھر بھی ختم نہیں ہو گا۔

بزرگو اور بھائیو!

اس وقت مسلمان دنیا کے چپے چپے میں ظلم و زیادتی کا شکار ہیں، عداوت و دشمنی کے تاریک ماحول میں پھنسے ہوئے ہیں، اور جان و مال، عزت و آبرو، اسباب و وسائل تمام پر دشمنوں کے قبضے ہیں، ہر طرف ان کے ساتھ تذلیل و تحقیر کا سلوک کیا جارہا ہے، فلسطین کے معصوم بچے، بے قصور نوجوان، عفت مآب عورتیں، بوڑھے مرد سب ظلم کے شکنجوں میں جکڑے ہوئے ہیں، عالم اسلام کی افسوس ناک صورت حال تو ہمارے سامنے ہے، ہندوستان کی سرزمین بھی مسلمانوں کے لئے نت نئے آفتوں کو پھیلانے کے درپے ہیں، نوجوانوں پر الزامات عائد کر کے ان کی زندگیوں کو اجیرن بنایا جارہا ہے، مسلمانوں کے دائرہ کو تنگ کرنے، ان کے اختیارات کو ختم کرنے، ان کے تشخصات کو مٹانے، اور اسلامی شناخت کو مسخ کرنے کی منصوبہ بند سازشیں ہورہی ہیں، اور ایک عجیب و غریب ماحول پوری دنیا میں چھایا ہوا ہے، اور بظاہر یہ نظر آتا

ہے کہ مسلمانوں کے وجود کو ختم کر کے ہی دم لیا جائے، اور ان کی عزتوں کو پامال کر کے ہی چین کی سانس لی جائے گی۔ لیکن واقعہ معراج ان خطرناک حالات میں، اور ان حوصلہ شکن ماحول میں بھی امید و یقین کا پیغام دیتا ہے، اور سربلندی و عروج کے خدائی منصوبے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔کیوں کہ جب ایمان والے دین حق پر استقامت کے ساتھ جمے رہیں گے اور حالات کا مقابلہ کرتے رہیں گے تو وہی خدائی قدرت پستیوں سے نکال کر سربلندیوں پر پہنچائے گی، جن کو ذلیل و حقیر سمجھا جاتا رہا ان کے سر عزت و وقار کا تاج رکھے گی، اور جن کو مٹانے کی کوششیں کی جاتی رہیں ان ہی کے وجود سے دنیا کے نقشے کو بدلے گی، ظلم کا خاتمہ ہوگا، ناانصافیوں کا دور ختم ہوگا، حقوق تلفی کا بازار سرد پڑے گا، قتل و خون کا میدان ٹھنڈا ہوگا، مختصر یہ کہ معراج کا واقعہ مسلمانوں کی دلداری اور طمانیت کا سامان ہے کہ وہ مصیبت اور مایوس کن حالات کی وجہ سے حوصلہ نہ ہاریں، بلکہ اس طرح کے واقعات ان کے پائے استقامت کو مضبوط تر کرتے چلے جائیں اور خدا پر ان کا یقین بڑھتا جائے کہ جیسے رات کی تاریکیوں سے صبح کو پو پھٹتی ہے، اسی طرح باطل کے غلبہ و ظہور کے بعد حق ایک نئی آب و تاب کے ساتھ دنیا کی ظلمتوں پر چھا جاتا ہے۔شرط یہی ہے کہ ایمان و یقین اور استقامت کے ساتھ دین متین پر قائم رہیں، اور شریعت و سنت کی تعلیمات پر دل و جان سے عمل پیرا ہوں تو ان شاء اللہ عروج و سربلندی خدائی وعدہ ضرور بالضرور اس دور میں بھی پورا ہو کر رہے گا۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

خلاصۂ خطاب

بھارت کے صد فیصد مسلمان اگر پانچ وقت کی نماز باجماعت کے عادی ہو جائیں تو فرقہ پرستوں کی ساری سازشوں پر پانی پھر جائے گا۔ وقت کا تقاضا ہے کہ مسلمان پنج وقتہ نمازیں پابندی کے ساتھ ادا کریں۔ صبر اور نماز یہ دو کام ہیں جو مسلمانوں کو کرنے ہیں۔ حالات پر صبر اور برداشت اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے نماز کی پابندی کریں۔

••••••☆☆☆☆☆••••••

موضوع سے متعلق چند آیات و روایات

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات) جس نے اپنے بندہ کو، ایک رات میں (رات کے کچھ حصہ میں) مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سفر کرایا، جس کے گردا گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ ہم اپنی نشانیاں دکھائیں، بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ. فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ. فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ (النجم)

ترجمہ: پھر وہ قریب آیا او رجھک پڑا، یہاں تک کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے برابر قریب آگیا، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک، اس طرح اللہ کو اپنے بندے پر جو وحی نازل فرمائی تھی، وہ نازل فرمائی۔

وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ. عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَىٰ. عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ. إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ. مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ. لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ (النجم)

ترجمہ: اور حقیقت یہ ہے انہوں نے اس (فرشتے) کو ایک او رمرتبہ دیکھا ہے۔اس بیر کے درخت کے پاس، جس کا نام سدرۃ المنتہی ہے، اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے، اس وقت اس بیر کے درخت پر وہ چیزیں چھائی ہوئی تھیں جو بھی اس پر چھائی ہوئی تھیں۔(نبی کی) آنکھ نہ تو چکرائی اور نہ حد سے آگے بڑھی، سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بہت کچھ دیکھا ہے۔

حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى قَالَ: اَخْبَرَنِي ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَآى جِبْرِيْلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ (صحیح البخاری)

ترجمہ: ہمیں شیبانیؒ نے بتایا کہ میں نے زر بن حبیشؒ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا کہ (ترجمہ) "یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا". تو انہوں نے کہا: "مجھے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو اس صورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو تھے."

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ : كَانَ اَبُوْذَرٍّ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ : فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِيْ وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ... قَالَ: (صلی اللہ علیہ وسلم): فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهٗ قَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ قَالَ: فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ قَالَ: فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ: قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّيْ... (صحیح البخاری)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت میں شگاف ہوا اور حضرت جبریلؑ نازل ہوئے ... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں اس کے بارے میں بتایا". انہوں نے کہا: "اپنے رب کے پاس واپس جائیے کیونکہ آپؐ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی". آپؐ نے فرمایا: "میں پھر اپنے

رب کے پاس واپس پلٹا تو رب تعالیٰ نے (نمازوں کی تعداد پانچ معین کرتے ہوئے) فرمایا: "یہ (اگرچہ) پانچ ہیں مگر (ثواب کے لحاظ سے) پچاس ہی ہیں میرے ہاں قول تبدیل نہیں ہوا کرتا". میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر مجھے اپنے رب کے پاس واپس جانے کو کہا. مگر میں نے کہا کہ اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے..."

••••••☆☆☆☆☆••••••